Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
May 9, 2025

Principles of Murabaha to the Purchase Order in Hanafi and Maliki Jurisprudence: A Research-Based Study

فقہِ حنفی اور فقہِ مالکی میں مرابحہ للآمر بالشراء کے اصول: ایک تحقیقی مطالعہ

Dr. Muhammad Azhar Abbasi
Assistant Professor, Department of Islamic Studies
Minhaj University Lahore
E-mail: dr.azhar.mul@gmail.com

Bilal Ahmed
MPhil Scholar, Arabic Department
Minhaj University Lahore
E-mail: qadribilal505@gmail.com

Abstract

This research presents an analytical study of the principles of Murabaha to the Purchase Order in the context of Hanafi and Maliki jurisprudence. Murabaha is a key contract in Islamic finance, wherein a seller purchases goods upon the buyer's request and sells them at a declared profit margin. The study examines whether this practice aligns with general Shariah principles and specifically with the legal doctrines of the Hanafi and Maliki schools. It also explores the conditions, guarantees, and practical implementations of such contracts within modern Islamic banking systems. The aim of the study is to provide a comprehensive framework rooted in classical jurisprudence to guide contemporary

OPEN ACCESS

CC BY

Islamic financial institutions in adhering to Shariah compliance.

Keywords: Murabaha, Purchase Order, Hanafi Fiqh, Maliki Fiqh, Islamic Banking, Shariah Compliance

تمہید:

ہر تاجر کو اپنے کاروبار کے لیے پیسوں کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔وہ سرمائے کے حصول کے لیے مالیاتی اداروں کا رخ کرتا ہے۔روایتی مالیاتی ادارے اور بینک کاروبار کو سرمایہ فراہم کرتے ہیں اور اس پر ایک مخصوص شرح سے سود وصول کرتے ہیں، تاہم ایک مسلمان تاجر سودی ذرائع تمویل سے اجتناب کرتا ہے،اس کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا کاروبار اور بزنس حرام کی آلائشوں سے محفوظ رہے۔اس کے لئے شریعت مطہرہ نے عقد مرابحہ کا تصور دیا۔مرابحہ اس بیع کو کہتے ہیں جس میں فروخت کرنے والا اپنی قیمت خرید بیان کرنے کے بعد نفع پر اس چیز کو فروخت کردے عصر حاضر میں اسلامی مالیاتی اداروں میں مرابحہ کی جو صورت رائج ہے وہ مرابحہ للامر بالشراء کی ہے ۔ ذیل میں مرابحہ للامر بالشراء کی تعریف ، مترادفات، بیع مرابحہ اور مرابحہ للامر بالشراء کے درمیان فرق،اوراحکام بیان کیے جائیں گے۔

مرابحہ للامر بالشراء کی تعریف:

CC BY

Al-Asr International Research
Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
May 9, 2025

مرابحہ للامر بالشراء کی تعریف بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد شبیر عثمان لکھتے ہیں:

طلب الفرد أوالمشتري من شخص أخر أوالمصرف أن يشتري سلعة معينة بمواصفات محددة، وذلک علی أساس وعدمنه بشراء تلک الربح المتفق علیه، ویدفع الثمن علی دفعات أو علی أقساط، تبعا لمکانیاته وقدراته المالیة[1]

کوئی شخص یا خریدار بینک سے کسی خاص اور معین صفات والی چیز کی درخواست کرتا ہے اس وعدہ کی بناپر وہ چیز وہ خریدے گا مرابحہ کی بنیاد پر متفق منافع پر اور قیمت اس کی مالی صلاحیتوں پر منحصر ہوتی ہے جو قسطوں پر ادا کی جاتی ہے۔

مرابحہ للآبالشراء کی اصطلاح:

متقدمین فقہاء کے ہاں مرابحہ موجلہ کی اصطلاح استعمال ہوتی تھی عصر حاضر میں مرابحہ موجلہ کی بنیاد پر مرابحہ للامر بالشراء کا عقد کیا جاتا ہے سب سے پہلے مرابحہ للآمر بالشراء کی اصطلاح استعمال کرنے والے حسن محمود ہیں ڈاکٹر بلاعدۃ العمری لکھتے ہیں:

قبل 1976م لم یکن بیع المرابحۃ لآلمر بالشراء معروفا بھذاالسم، وأول من أطلق ھذاالسم: سامی حسن محمود في رسالته للدکتوراہ: تطویر األعمال المصرفیة بمایتوافق مع الشریعة اإلسالمیة المقدمة إلی جامعة القاھرۃ، کلیة الحقوق، ونوقشت رسالته بتاریخ 30 جوان 1976م، وقد شاع استعمال ھذا االصطالح لدی المصارف اإلسالمیة

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 9, 2025

والشركات التي تتعامل وفق أحكام الشريعة الاسلامية[2]

1976 سے پہلے مرابحہ للامر بالشراء اس اسم سے معروف نہ تھا پہلا شخص حسن محمود جس نے یہ اصطلاح اپنے مقالہ "تطویر أعمال المصرفية بما يتوافق مع الشريعة الاسلامية" میں استعمال کی جو کہ 30 جون 1976 کو جامعۃ الازھر میں پیش کیا اور اب یہ اصطلاح اسلامی مالیاتی اداروں میں استعمال ہوتی ہے اور یہ اصطلاح اسلامی احکام کے عین مطابق ہے۔

مرابحہ للامر بالشراء کے مترادفات:

مرابحہ للامر بالشراء کے اسلامی مالیاتی ادروں میں مختلف نام استعمال کیے جاتے ہیں جیسا کہ ڈاکٹر رفیق یونس لکھتے ہیں:

یاخذ بیع المرابحۃ للامر بالشراء عدۃ تسمیات فی مصارف الاسلامیۃ، المرابحۃ المصرفیۃ، المرابحۃ المرکبۃ، بیع المواعدۃ، المرابحۃ للواعد بالشراء، المواعدۃ علی المرابحۃ، بیع الامانۃ للامر بالشراء[3]

مرابحہ للامر بالشراء کو اسلامی مالیاتی اداروں میں مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے جیسا کہ،[1] المرابحۃ المصرفیۃ، [2] المرابحۃ المرکبۃ، [3] بیع المواعدۃ، [4] المرابحۃ للواعد بالشراء، [5] المواعدۃ علی المرابحۃ، [6] بیع الامانۃ للامر بالشراء

بیع مرابحہ اور مرابحہ للامر بالشراء میں فرق:

مرابحہ اور مرابحہ للامر بالشراء میں بہت سے فرق پائے جاتے ہیں جیسا کہ ڈاکٹر رفیق یونس مصری ان کو بیان کرتے

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
May 9, 2025

ہوئے لکھتے ہیں:

1:۔بيع المرابحة كان معروفا عند الفقهاء المتقدمين كنوع من أنواع بيوع الأمانة، ومبثوثة في كتب الفقه، أما بيع المرابحة لآمر بالشراء فظهر حديثا مع ظهور المصارف الإسلامية وانتشارها كبديل عن البنوك التقليدية التي تتعامل بالربا۔

بیع مرابحہ فقہاء متقدمین کے ہاں معروف تھی اوور یہ بیوع المانۃ میں سے ایک بیع ہے اور یہ کتب فقہ میں لکھی ہوئی ہے جبکہ بیع مرابحۃللامر بالشراء سودی بنکوں کے متبادل کے طور پر اسلامی بنکوں کے ظہور اور پھیلاؤ کے ساتھ یہ استعمال ہونے لگا سود کے متبادل کے طور پر۔

2: بيع المرابحة الغالب في النقد يكون حالا وقد يكون مؤجال، أما بيع المرابحةللامر بالشراء فالغالب في النقد يكون مقسطا على أثمان أو مؤجال

بیع مرابحہ میں قیمت نقد ہوتی ہے یا موجل اور بیع المرابحۃللامر بالشراء میں قیمت نقد بھی ہوتی ہے موجل بھی اور قسطوں میں بھی ہوتی ہے

3: بیع المرابحہ یکون فیھا طرفان فقط بائع ومشتری اما بیع المرابحۃللامر بالشراء فیکون ثلاثۃ اطراف عمیل ومصرف وبائع

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 9, 2025

بیع مرابحہ میں دو ہی لوگ شامل ہوتے ہیں بائع و مشتری جبکہ بیع مرابحہ للامر بالشراء میں تین لوگ شامل ہوتے ہیں مشتری بنک اور بائع

4: بیع المرابحۃ یکون العقد فیہ بسیطا بین البائع مالک السلعۃ والمشتری اما فی بیع المرابحۃ للامر بالشراء فیکون العقد مرکبا من وعدین وبیعتن

بیع مرابحہ آسانی کے ساتھ بائع اور مشتری کے درمیان منعقد ہونے والا عقد ہے جبکہ بیع مرابحہ للامر بالشراء دو وعدوں اور دو منعقد کرنے والوں کے ساتھ ملحق ہے

5: بیع المرابحۃ جائزۃ فی الجملۃ عند الجمھور الفقھاء اما بیع المرابحۃ للامر بالشرا فالخلاف عریض بین المعاصرین حول صورۃ المواعدۃ الملزمۃ للطرفین

بیع مرابحہ جمہور فقہاء کے نزدیک جائز ہے جبکہ مرابحہ للامر بالشراء اس صورت میں ٹھیک ہوگا جب دونوں طرفین وعدہ لازمہ کی پابندی کریں

6: بیع المرابحۃ تکون السلعۃ فی ید البائع اما فی بیع المرابحۃ للامر بالشراء فلا تکون السلعۃ فی ملک المصرف

بیع مرابحہ میں چیز کی ملکیت بائع کے پاس ہوتی ہے جبکہ مرابحہ للامر بالشراء میں چیز کی ملکیت بینک کے پاس

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 9, 2025

ہوتی ہے

7: بیع المرابحۃ قد تکون السلعۃ قابلۃ للنماء والزیادۃ اما بیع المرابحۃ للامر بالشراء فالسلعۃ لا تکون قابلۃ لنماء والزیادۃ(4)

بیع مرابحہ میں چیز کی قیمت بڑھتی ہے اور بڑھائی بھی جاسکتی ہے جب کہ مرابحہ للامر بالشراء میں چیز کی قیمت بڑھائی نہیں جاسکتی۔

مبحث دوم: مرابحہ للامر بالشراء کی صورتیں:

مرابحہ للامر بالشراء کی صورتیں بیان کرتے ڈاکٹر العمرانی لکھتے ہیں:

1: ویلتزم العمیل بشراء السلعۃ من المصرف بثمن مؤجل أو مقسط في الغالب، وفي المقابل یلتزم المصرف بشراء وبیعھا السلعۃ المطلوبۃ للعمیل حسب ماتم االتفاق علیہ مسبقا.(5)

اور صارف کے لیے لازم ہے کہ وہ بینک سے جو چیز خریدے وہ موجل یا قسطوں پر ہو اور اس کے بدلے میں بینک کے لئے لازم ہے کہ وہ صارف کو اس کی مطلوبہ چیز ادا کرے جس پر ان دونوں کا اتفاق ہوا

2: یرغب العمیل شراء السلعۃ معینۃ بأوصاف محددۃ، فیذھب إلی المصرف ویقول: اشتروا ھذہ السلعۃ أنفسکم ولي رغبۃ في شراءھا منکم بثمن مؤجل أو معجل بربح، أو سأربحکم فیھا مبلغا من المال(6)

صارف، اسلامی بینک کے پاس آکر کسی مخصوص چیز کے خریدنے میں رغبت ظاہر کرتا ہے جو کسی تیسرے

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 9, 2025

شخص یاادارے کے ملکیت ہوتی ہے۔ مصرف اسلامی کلائنٹ سے خریداری کے وعدے کاایگریمنٹ کرکے خود یاکسی تیسرے شخص کو وکیل بناکر خرید لیتی ہےاور پھراس مخصوص چیز کو صارف کے ہاتھ فروخت کردیتاہے۔

مرابحہ للامر بالشراء کے احکام:

چونکہ مرابحہ للامر بالشراء وعدہ کی بنیاد پر ہوتا ہے

وعدہ کا معنی و مفہوم:

وعدہ لغت میں خیر و شر دونوں میں استعمال ہوتا ہے۔امام ابن فارس لکھتے ہیں:

(وعد)الواو والعین والدال: کلمۃ صحیحۃ۔۔۔ویکون ذلک بخیر و شر (7)

وعدہ کے کلمہ معتل الواو ہے اور تین الفاظ (واو،دال اور عین) پر مشتمل ہے اور (لغت) میں خیر و شر دونوں معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے.

وعدہ کی اصطلاحی تعریف:

اصطلاح میں وعدہ سے مراد یکطرفہ یقین دہانی کا نام ہے جس میں ایک شخص کسی دوسرے کو کسی کام کے انجام کرنے کی یقین دہانی کرتا ہے جس میں یہ کام کرنے یا نہ کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔

وعدہ کی شرعی حیثیت:

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 9, 2025

قرآن وسنت میں وعدہ پورا کرنے کی اشد تاکید کی گئی ہے اور وعدہ خلافی سے صریح نصوص میں منع کیا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ۔ كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ (الصف:2:3)

اے ایمان والو! تم وہ باتیں کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں ہو اللہ کے نزدیک بہت سخت ناپسندیدہ بات یہ ہے کہ تم وہ بات کہو جو خود نہیں کرتے

امام جصاص اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

العقد مایعقدہ العاقد علی امر یفعلہ ھو او یعقد علیٰ غیرہ فعلہ علی وجہ الزامہ ایاہ وسی الیمین علی المستقبل عقدا لان الحالف قد الزم نفسہ الوفاء بما حلف علیہ من فعل او ترک والشرکۃ والمضاربۃ ونحوھا تسمی ایضا عقود الما وصفنا من اقتضائہ الوفاء بما شرطہ علی کل واحد من الربح والعمل لصاحبہ والزامہ نفسہ وکذلک العھد والامان لان معطیھا قد الزم نفسہ الوفاء بھا وکذلک کل شرط شرطہ انسان علی کل نفس فی شئ یفعلہ فی المستقبل فھو عقد (8)

عقد عاقد کا خود کسی کام کو انجام دینا یا دوسرے کو کسی کام کا اس طور پر پابند کرنا کہ وہ اس پر لازم ہو جائے مستقبل سے متعلق قسم کو بھی عقد کہا جاتا ہے کیوں کہ قسم کھانے والا اپنے اوپر اس کام کو کرنے یا نہ کرنے کو اپنے اوپر لازم کرتا ہے جس کی اس نے قسم کھائی ہے اور شرکت و مضاربت اور اس جیسے معاملات بھی عقود کہلاتے ہیں

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 9, 2025

کیوں کہ یہ بھی اس بات کو تقاضا کرتے ہیں کہ ہر ایک اپنی ذمہ داری پوری کرے جس کا تعلق منافع اور مزدوری سے ہے اس طرح عہد وامان کو بھی عقد سے موسوم کیا جاتا ہے کیوں کہ عہد وامان دینے والے اپنے اوپر اس کو پورا کرنے کا التزام کرتا ہے اسی طرح ہر ایسی شرط جو انسان مستقبل میں کسی کام کو انجام دینے کے سلسلے میں اپنے اوپر لگائے وہ عقد کہلاتی ہے۔

ایفائے عہد اسلام کے ان بنیادی نقاط میں شامل ہے جن پر حضور ﷺ نے دعوت دین کی بنیاد رکھی تھی جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا تمار اخاک ولا تمازحہ ولا تعد موعدا فتخلفہ (9)

اپنے بھائی سے بحث و تکرار مت کرو اور اس کے ساتھ مذاق (جو تکلیف کا باعث ہو) مت کرو اور اس سے ایسا کوئی وعدہ نہ کرو جو تم پورا نہ کرو

اسی طرح حضرت انس بن مالک سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا ایمان لمن لا امانۃ لہ ولا دین لمن لا عھد لہ (10)

جو شخص امانت کی پاس داری نہ کرے اس کا ایمان کامل نہیں اور جو وعدہ وفا نہ کرے اس کا دین کامل نہیں۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 9, 2025

وعدہ کی اقسام:

ناجائز وعدہ:

ناجائز وعدہ کے بارے میں فقہاء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اس کے لئے اپنا وعدہ پورا کرنا جائز نہیں بلکہ وعدہ خلافی کرنا شرعاواجب ہے جیسا کہ امام ابن حزم ظاہری لکھتے ہیں:

قال العلماء من وعد بمالایحل اوعاھد علی معصیۃفلایحل لہ الوفاء بشی ء من ذلک کمن وعد بزنااو بخمراوبمایشبہ ذلک فصح ان لیس کل من وعد فخلف اوعاھد فغدر مذموماولاملوماولاعاصیابل قدیکون مطیعامودی فرض۔ (11)

علماء کہتے ہیں: اگر کوئی ایسی چیز کا وعدہ کرے جو حلال نہیں یا کسی معصیت پر معاہدہ کرے تو اس میں اس کا کسی چیز کو پورا کرنا اس کے لئے حلال نہیں جیسے کوئی شخص زنا، شراب یا اس جیسی کسی چیز کا وعدہ کرے یہ بات ثابت ہوگئی کہ ہر وعدہ خلافی کرنے والا اور عہد شکنی کرنے والا نہ مذموم ہے نہ قابل ملامت اور نہ گنہگار بلکہ بعض اوقات وہ اطاعت کرنے والا اور فرض ادا کرنے والا ہوتا ہے۔

جائز وعدہ:

کسی بھی جائز کام کا وعدہ یا پنے اوپر مالی تصرف کا وعدہ کرنا شرعا جائز ہے ایفائے عہد کے بارے میں علماء کے سات مختلف اقوال ہیں جن میں سے وہ اقوال جن کا تعلق فقہاءاحناف اور مالکیہ سے ہے ان کی تفصیل بیان کی جاتی ہے:

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 9, 2025

پہلا قول:

وعدہ پورا کرنا واجب ہے الا یہ کہ کوئی عذر ہو یہ قول مالکیہ میں سے ابن العربی کی رائے ہے وہ لکھتے ہیں:

میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ وعدہ کا پورا کرنا ہر حال میں ضروری ہے مگر یہ کہ کوئی عذر ہوا گر وہ پورا کرنے کی نیت کرتے ہوئے وعدہ کرے تو اگر پورا کرنے سے روکنے والی کوئی چیز اس کے اختیار کے بغیر پیش آجائے یا ایسے فعل کی وجہ سے جو یہ تقاضا کر رہا ہو کہ موعود (وعدہ والا آدمی) کا وعدہ پورا نہ کرے تو اسے ضرر نہیں ہو گا (12)۔

دوسرا قول:

وعدہ پورا کرنا مستحب ہے اگر اس کو امام اعظم ابو حنیفہ جمہور مالکی ائمہ کا یہ مذہب ہے ایفائے عہد مندوب اور مستحب ہے یہ نہ دیانۃ واجب ہے اور نہ قضاء اگر آدمی وعدہ خلافی کرے تو یہ مکروہ تنزیہی ہو گا لیکن وہ گنہگار نہیں ہو گا۔

تیسرا قول:

تیسرا قول یہ ہے کہ وعدہ پورا کرنا دیانۃ تو لازم ہے البتہ قضاء لازم ہونے کے بارے میں دو اقوال ہے امام قرافی اس تفصیل کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

<u>قول اول:</u>

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 9, 2025

اگر وعدہ کی بنیاد کسی امر پر رکھی گئی ہو اور موعود لہ اس وعدہ کی بنیاد پر اس چیز میں لگ جائے تو واعد پر وعدہ پورا کرنا لازم ہے اور قاضی واعد کے خلاف فیصلہ دے گا مثلا واعد موعود لہ سے کہے تم اپنے گھر توڑ دو میں تمھیں قرض دوں گا پھر موعود لہ گھر توڑ دے تو واعد پر قرض لازم ہو گا اسی طرح اگر واعد موعود لہ سے کہے شادی کرو میں تمھیں قرض دوں گا تو اس نے شادی کر لی تو اس وعدہ کو پورا کرنا لازم ہو گا دیانۃ بھی اور قضا بھی یہ امام مالک، ابن قاسم، سحنون کا مذہب ہے۔

قول ثانی:

دوسرا فریق کہتا ہے محض وعدہ کا کسی چیز پر مبنی ہونا وعدہ پورا کرنے کے لازم ہونے کے لئے کافی ہے خواہ موعود لہ وعدہ کی بنیاد پر لگا ہو یا نہ لگا ہو۔ جیسا کہ امام قرافی لکھتے ہیں:

قال اصبغ یقضی علیک بہ تزوج الموعود ام لا قالہ لتاکد العزم علی الدفع حینئذ[13]

اصبغ کہتے ہیں کہ ایسی صورت میں قضاء تمھارے خلاف پورا کرنے کا حکم لگایا جائے گا خواہ موعولہ نکاح کرے یا نہ کرے انہوں نے یہ قول اس لئے اختیار کیا تا کہ ایسی صورتوں میں رقم دینے میں تاکید پیدا ہو سکے۔

چوتھا قول:

چوتھا قول یہ ہے کہ عام حالات میں وعدہ پورا کرنا قضا لازم نہیں البتہ اگر کہیں اس کو پورا کروانے کی حاجت ہو تو اس

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 9, 2025

وقت اسے قضاء بھی لازم قرار دیا جائے گا یہ قول متاخرین فقہائے احناف نے اختیار کیا ہے جیسا کہ علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

المواعید قد تکون لازمۃ فتجعل لازمۃ لحاجۃ الناس (14)

کبھی کبھی وعدے لازم ہوتے ہیں پس لوگوں کی حاجت کے پیش نظر انہیں لازم قرار دیا جا سکتا ہے۔

وعدہ سے متعلق احکام:

وعدہ کا لزوم:

ائمہ احناف اور مالکیہ کے نزدیک عام حالات میں وعدہ کا ایفاء واجب نہیں لیکن لوگوں کی حاجت کے پیش نظر وعدہ کے ایفاء کو لازم قرار دیا جائے گا جیسا کہ علامہ حطاب مالکی لکھتے ہیں:

ویجوز للمشتری ان یتطوع للبائع بعد عقد البیع انہ ان جاءہ بالثمن الی اجل کذا فالبیع لازم لہ ویلزم ذلک المشتری متی ما جاءہ بالثمن فی خلال الاجل وعند انقضائہ او بعد علی القرب منہ ولا یکون للمشتری تفویتہ فی خلال الاجل فان فعل ببیع او ھبۃ او شبہ ذلک نقض ان ارادہ البائع وردالیہ۔(15)

عقد بیع کے بعد مشتری کے لئے بائع سے ازراہ تطوع یہ کہنا جائز ہے کہ اگر فلاں مدت تک ثمن لے کر آ جائے تو اس پر بیع لازم ہو گی اور بائع جب بھی ثمن لے کر آئے خواہ مدت ختم ہونے سے پہلے یا مدت ختم ہونے کے دن یا مدت ختم ہونے کے کچھ ہی دنوں بعد بہر صورت مشتری پر مبیع کو لوٹانا لازم ہو گا اور مشتری کو دوران

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 9, 2025

مدت مبیع کو فوت کرنے کا اختیار نہ ہوگا اگر مشتری بیچ کر یا ہبہ کر کے یا کسی اور تصرف کے ذریعہ مبیع فوت کردے تو وہ تصرف کالعدم کر دیا جائے گا اگر بائع ایسا چاہے پھر اس کو مبیع لوٹا دی جائے گی۔

اسی طرح علامہ اتاسی لکھتے ہیں:

وان ذکرا البیع من غیر شرط ثم ذکرا الشرط علی وجہ المواعدۃ فالبیع جائز ویلزم بالوعد لان المواعید قد تکون لازمۃ فیجعل لازما لحاجۃ الناس۔(16)

اگر عاقدین نے کسی شرط کے بغیر بیع کی پھر وعدہ کے طور پر شرط کا ذکر کیا تو بیع جائز اور وعدہ پورا کرنا لازم ہے کیوں کہ وعدے بسا اوقات لازم ہوتے ہیں لہذا لوگوں کی حاجت کے پیش نظر اس وعدہ کو لازم قرار دیا جائے گا

،

علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں:

الخلف فی الوعد حرام کذا فی اضحیۃ الذخیرۃ وفی القنیۃ وعدہ ان یاتیہ فلم یاتہ لا یاثم ولا یلزم الوعد الا اذا کان معلقا۔(17)

وعدہ خلافی حرام ہے جیسے کہ ذکیرہ کی کتاب الاضحیہ میں مذکور ہے اور قنیہ میں ہے کسی سے کوئی چیز لانے کا وعدہ کیا پھر نہیں لایا تو وہ گنہگار ہوگا وعدہ تبھی لازم ہوگا جب وہ معلق ہو،

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 9, 2025

اسی طرح مجمع الفقہ الاسلامی نے بھی ایک قرارداد منظور کی جو کہ مندرجہ ذیل ہے

الوعد وھوالذی یصدر من الآمر اولمامور علی وجہ الانفراد یکون ملزماللواعد دیانۃالالعذر وھوملزم قضاءاذاکان معلقا علی سبب ودخل الوعود فی کلفۃ نتیجۃ الوعد ویتحدد اثرالالزام فی ھذہ الحالۃ اما بتنفیذالوعد واما بالتعویض عن الضرر الواقع فعلابسبب عدم الوفاء بالوعد بلا عذر[18]

وعدہ جو آمر یامامور کی جانب سے انفرادی طور پر صادر ہو پورا کرناواعد پر دیانۃلازم ہے الا یہ کہ کوئی عذر ہواور اگروعدہ کسی سبب پر معلق ہواور وعدہ کے نتیجے میں موعودلہ کو مشقت کا سامنا کرناپڑاتو قضاء بھی وعدہ پورا کرنا لازم ہوگااوراس صورت میں واعد پر یاتووعدہ پورا کرناضروری ہوگا یابلاعذر وعدہ خلافی کی وجہ سے موعودلہ کو جوواقعی فعلی نقصان ہواہے اس کا ضمان اور عوض اداکرناہوگا۔

مباح امور میں وعدہ پورا کرنا:

مباح امور میں وعدہ پورا کرنے پر فقہاء کا اختلاف ہے احناف کے نزدیک امور مباحہ میں کیاہواوعدہ پورا کرنا مستحب ہے جب کہ مالکیہ کے نزدیک مباح امور میں وعدہ پورا کرناواجب ہے

احناف کی رائے:

مباح امور سے متعلق کیے ہوئے وعدے کے بارے میں جمہور (حنفی،شافعی،حنبلی،ظاہری) فقہاء اور مالکیہ کے

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 9, 2025

درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔احناف کے نزدیک ایسا وعدہ پورا کرنا لازم نہیں مستحب اور پسندیدہ ہے ڈاکٹر وہبہ زحیلی لکھتے ہیں لکھتے ہیں:

أن الوفاء بالوعد مستحب مندوب إليه وليس واجبا فلا يقضي به على الواعد، لكن الواعد إذا ترك الوفاء فقد فاته الفضل وارتكب المكروه كراهة تنزيهية شديدة ولكن لا يأثم[(19)]

بے شک وعدہ پورا کرنا مستحب ہے واجب نہیں ہے اور وعدہ خلافی پر کورٹ میں جاکر وعدہ خلاف فیصلہ نہیں لیا جاسکتا لیکن جب وعدہ کرنے والا وعدہ خلافی کرے تو اس فضیلت فوت ہو جائے گی اور وہ سخت مکروہ تنزیہی کا مرتکب ہوگا لیکن گناہگار نہ ہوگا۔

مالکیہ کی رائے:

مباح امور میں وعدہ پورا کرنے کے حوالے سے مالکی مذہب میں دو اقوال مشہور ہیں ایک قول امام ابن شبرمہ مالکی کا ہے ان کے نزدیک وعدہ کا مطلقا پورا کرنا واجب ہے جیسا کہ امام ابن حزم ظاہری لکھتے ہیں:

قال ابن شبرمة الوعد كله لازم، ويقضى به على الواعد ويجبر[(20)]

امام ابن شبرمہ نے کہا کہ وعدہ کو پورا کرنا ہر صورت میں لازم ہے اور وعدہ خلافی کرنے والے کے خلاف قضا (قاضی کا فیصلہ ہوگا) اور اسے مجبور کیا جائے گا۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 9, 2025

مالکی مذہب کادوسرا قول یہ ہے کہ اگر وعدہ کسی سبب سے جڑا ہوا ہو اور موعود (جس سے وعدہ کیا ہے) اس سبب میں داخل ہو جائے تو اس کو پورا کرنا واجب ہو گا جیسے عقد پورا کرنا واجب ہوتا ہے امام ابن رشد لکھتے ہیں:

والعدۃ إذا کانت علی سبب لزمت بحصول السبب في المشھور من الأقوال[21]

اور وعدہ کسی سبب سے جڑا ہوا ہو تو ایسی صورت میں اس وعدہ کو پورا کرنا لازمی ہے۔(امام مالک کے مذہب میں یہی مشہور قول ہے)

معاصر فقہاء کی آراء:

ایوفی کی مجلس شرعی نے بھی عقود میں وعدے کو چند شرائط کے ساتھ لازم قرار دیا ہے شرعی معیار نمبر 49 میں ہے کہ :

فان ترتب علی عدم الوفاء بالوعد ضرر علی الموعود لہ فلیزم الوعد التعویض علی الضرر قضاء مثل ان یقول الوعد لتاجر اشتر ھذہ البضاعۃ لنفسک وانی اعدک بانی سوف اشتریھا منک فاشتراھا التاجر اعتمادا علی ذلک الوعد، فحینئذ یلزمہ قضاء ان جیرب ما حلق التاجر الموعود لہ من ضرر فعلی، ولیس من الضرر الفعلی الفرصۃ الضائعۃ[22]

اگر ایسے وعدے پر عمل درآمد نہ کرے کی وجہ سے موعود لہ کو کوئی نقصان ہوا تو اس صورت میں وعدہ کرنے والے پر اس نقصان کی تلافی کرنا قانونی لحاظ سے لازم ہو گا مثلا وعدہ کرنے والا تاجر سے کہتا ہے کہ آپ یہ سامان اپنے لئے خریدے اور میں آپ سے وعدہ کرتا ہو کہ بعد میں یہ سامان میں اپنے لئے خرید لوں گا تاجر اس وعدہ پر

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 9, 2025

اعتماد کرتے ہوئے وہ سامان خرید لیتا ہے اور وعدہ کرنے والا اپنا وعدہ پورا نہیں کرتا اب اس وعد کرنے والے پر لازم ہو گا کہ وہ موعود لہ کو پیش آنے والے نقصان کی تلافی کرے۔اور حقیقی نقصان میں متوقع نفع شامل نہیں ہو گا۔

جانبین سے کیئے گئے وعدہ کا حکم:

فقہاء نے قضا اس وعدہ کے لازم ہونے کو جائز قرار دیا جو ایک جانب سے ہو لہذا اگر وعدہ جانبین سے ہو تو ہے: امام مالک اس قسم کی بیع کو مکروہ قرار دیتے ہیں جیسا کہ موطا امام مالک میں ہے :

ان رجلا قال لرجل ابتع لی ھذا البعیر بنقد حتیٰ ابتاعہ منک الی اجل فسئل عن ذلک عبداللہ بن عمر فکرھہ و نھی عنہ (23)

ایک شخص دوسرے شخص سے کہے میرے لئے یہ اونٹ نقد خرید و تا کہ میں تم سے موجل خرید لوں ابن عمر سے یہ سوال کیا گیا تو آپ نے اس کو مکروہ و ممنوع قرار دیا۔

یہ بیع امام مالک کے نزدیک مکروہ ہے اگرچہ وہاں عاقدین پر الزام نہ ہو لیکن علامہ ابن رشد لکھتے ہیں :

والمحظور ان یراوضہ علی الربح فیقول لہ اشتر لی سلعۃ کذا وکذا بعشرۃ نقدا وانا ابتاعھا منک باثنی عشر انقدا والثانیۃ ان یقول لہ اشتر ھا لی بعشرۃ نقدا وانا اشتر یھا منک باثنی عشر الی اجل والثالثۃ عکسھا وھی ان یقول لہ اشتر ھا لی باثنی

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 9, 2025

عشرالی اجل وانااشتریھامنک بعشرۃ نقدا۔(24)

ممنوع ہے کہ وہ اس کو ربح پر لازم کرے مثلا اس سے کہے فلان سامان نقد دس کے عوض خریدو میں بارہ نقد کے عوض خریدوں گا دوسری صورت یہ ہے کہ کہے دس نقد کے عوض خریدو میں بارہ موجل کے عوض خریدو گا تیسری یہ ہے کہ کہے بارہ کے عوض ادھار خریدو میں دس کے عوض نقد خریدوں گا۔

مذکورہ عبارت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مالکیہ کے نزدیک ممنوع مراوضہ ہے یعنی کہ ایسا وعدہ جو طرفین پر لازم ہو یہ ان کے ہاں ناجائز ہے اگر ایک جانب سے ہو تو وہ اس کے لازم ہونے کے قائل ہے۔

اسی طرح امام سرخسی نے امام محمد کے حوالے سے ایک مسئلہ نقل کیا جو مرابحہ للآمر بالشراء کی مثل ہے وہ لکھتے ہیں:

رجل امر رجلاان یشتری دارابالف درھم واخبرہ انہ ان فعل اشتراھاالامر منہ بالف ومائۃفخاف المامور ان اشتراھا ان لایرغب الامر فی شرائھا قال یشتری الدار علی انہ بالخیار ثلاثۃ ایام فیھاویقبضھاثم یاتیہ الامر فیقول لہ قداخذتھا منک بالف ومائۃ وان لم یرغب الامر فی شرائھایمکن المامور من ردھابشرط الخیار فیندفع الضرر عنہ بذلک۔(25)

ایک آدمی نے دوسرے آدمی کو ایک ہزار درہم کے عوض گھر خریدنے کا حکم دیا اور کہا کہ اگر اس نے ایسا کیا تو وہ اس سے گیارہ سو درہم کے عوض خرید لے گا پھر اس کو اندیشہ ہوا کہ گھر خرید لینے کے بعد آمر اس کے خریدنے میں کہیں دلچسپی نہ لے تو اس کا حل یہ ہے کہ تین دن کا خیار لے کر گھر خرید لے اور اس پر قبضہ کر لے

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 9, 2025

پھر آمر کے پاس آئے اگر وہ خرید لے تو ٹھیک ورنہ وہ خیار کی بنا پر واپس کر سکتا ہے لہذا اس کو ضرر بھی نہیں ہو گا۔

عام حالات میں وعدوں کی پاسداری مسلمان کا اخلاقی فریضہ ہے قرآن سنت میں وعدہ کو پورا کرنے کی کئی مقامات پہ تاکید آئی ہے۔ وعدہ اگر جازم ہو تو اس کو پورا کرنا دیانۃ انسان پر لازم ہے اور وعدہ خلافی سے انسان گنہگار ہو گا مگر یہ کہ وعدہ خلافی کسی عذر کی بنا پر ہو رہا ہو ناجائز اور حرام کام کرنے کا وعدہ کرنا بھی ناجائز ہے ایسے وعدوں کی خلاف ورزی واجب ہے ۔ قضاء وعدہ لازم نہیں ہوتا البتہ اگر وعدہ یا معاہدہ دو طرفہ ہو اسی وعدہ پر اعتماد کرتے ہوئے موعود لہ نے کوئی مالی تصرف کیا جس کے نتیجے میں اسے خرچہ برداشت کرنا تو ایسی صورت میں وعدہ کی قضا لازم ہونے میں یہ شرط ہے کہ یا تو فریقین وعدہ لازم ہونے پر اتفاق کر لیں یا پھر حکومت وقت ان وعدہس کے لزوم کا قانون نافذ کرے۔

2: بیعانہ/عربون

چونکہ مرابحہ للآمر بالشراء میں معاملات اچھی خاصی رقموں کے ہوتے ہیں اس لئے بینک کو اس بات کی ضمانت درکار ہوتی ہے کہ موکل ثمن موجل کی ادائیگی وقت مقررہ پر کردے نیز اس بات کا اطمینان کرنا ہوتا ہے کہ یہ اتنی بڑی خریداری کر بھی سکتا ہے کہ نہیں؟ تو اس کے کچھ ضمانات حاصل کرنا چاہتا ہے۔

بیعانہ جس کو عربی میں عربون کہتے ہیں عربون تو اس وقت ہوتا ہے جب عقد بیع مکمل ہو چکا ہوا ایجاب و قبول ہو گیا ہو لیکن مشتری نے ابھی قیمت ادا نہ کی ہو اور ثمن کا کچھ حصہ اس نے بیعانہ کے طور پر دیدیا ہو اس نے بیعانہ کے طور پر دیدیا ہو

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 9, 2025

اسے کہتے ہیں عربون جیسا کہ موسوعہ الفقھیہ الکوتیہ میں ہیں:

العربون فی الاصطلاح الفقھی ان یشتری السلعۃ ودفع الی البائع درھما او اکثر علی انہ ان اخذ السلعۃ احتسب بہ من الثمن وان لم یاخذھا فھو للبائع (26)

فقہی اصطلاح میں عربون کا مطلب ہے کہ کوئی شخص سامان خریدے اور بائع کو ایک درہم یا زیادہ اس شرط پر دے کہ اگر اس نے سامان لے لیا تو درہم ثمن میں شمار ہو گا

اس کے بارے میں فقہائے کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے ائمہ ثلاثہ کہتے ہیں کہ یہ جائز نہیں امام احمد بن حنبل اس کو جائز قرار دیتے ہیں تو ائمہ ثلاثہ کے نزدیک بیعانہ ضبط کرنا جائز نہیں اگر عقد مکمل نہ ہو تو اس کا واپس کرنا ضروری ہے:

ائمہ ثلاثہ کی دلیل:

ائمہ ثلاثہ بطور دلیل حضور ﷺ کی یہ حدیث بطور دلیل پیش کرتے ہیں:

نھی رسول اللہ ﷺ عن بیع العربان/ بیع العربون (27)

رسول اللہ ﷺ نے عربون کی بیع سے منع کیا۔

امام احمد بن حنبل کی دلیل:

امام احمد بن حنبل امام بخاری کی روایت نقل کرتے ہیں:

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 9, 2025

حضرت نافع نے مکہ مکرمہ میں قید خانہ خریدا تھااور یہ کہا تھا کہ اگر میں بقیہ رقم لے آیا تو یہ تو میرا ہوگا ورنہ جو ادا کر چکا وہ تمھارا ہو جائے گا۔[28]

3:ھامش الجدیۃ:

عربون کے علاوہ ایک اور چیز ہوتی ہے جس کو ھامش الجدیۃ کا نام دیا جاتا ہے اور وہ عقد شروع ہونے سے پہلے ہوتی ہے اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ایک صارف آیا اور کہا کہ میں آپ سے مرابحہ کرتا ہوں اور بڑی مقدار کا مرابحہ ہے اب بینک کو دو چیزوں اطمینان چاہیئے ہوتا ہے ایک یہ کہ صارف مرابحہ کا معاملہ کرنے میں واقعی سنجیدہ ہے ایسا نہ ہو کہ سارا معاملہ ہو جائے بعد میں پتہ چلے صارف ایک دھوکے باز آدمی تھا۔دوسرا یہ کہ صارف بنک سے وعدہ (کی شرعی حیثیت کے بارے میں تفصیلی وضاحت باب سوم میں اجارہ منتہی بالتملیک کے ذیل میں بیان کی گئی ہے جس میں احناف کے نزدیک وعدہ کی پاسداری اخلاقاً لازم ہے قضاءً لازم نہیں جبکہ کے مالکیہ کے نزدیک وعدہ کی پاسداری اخلاقاً بھی واجب ہے اور قضاءً بھی) کرے یہ چیز بینک سے خریدے گا اور تو اس صورت میں اس پر لازم ہوتا ہے کہ بینک کو ضرر حقیقی لاحق ہوتا ہے اس کی تلافی کرے تو آیا اس کے پاس اتنے پیسے ہیں کہ وہ اس کی تلافی کر سکے اس کا نام ھامش الجدیۃ جس کی فقہی حیثیت امانت کی ہے جیسا کہ معاییر الشرعیہ میں ہے:

یجوز للموسسۃ فی حالۃ الالزام بالوعد ان تاخذ،مبلغا نقدیا یسمی ھامش الجدیۃ یدفعہ العمیل بطلب من الموسسۃ من اجل ان تتاکد من القدرۃ المالیۃ للعمیل وکذلک لتطمئن علی امکان تعویضھا عن الضرر اللاحق بھا فی حال تکون

OPEN ACCESS
CC BY

للعمیل عن الوعد الملزم وبذلک لاتحتاج الموسسۃالی المطالبۃ یدفع تعویض الضرر وانما تقتطع ذلک من مبلغ ھامش الجدیۃ ولایعتبر ھامش الجدیۃ عربونا وھذا لمبلغ المقدم للضمان الجدیۃ اماان یکون امانۃللاستمار بان یاذن العمیل للموسسۃ باستثمارہ علی اساس المضاربۃالشرعیۃ بین العمیل والموسسۃ(29)

جب صارف نے خریداری کالازمی وعدہ کیاہو تومالیاتی ادارے کے لئے جائز ہے وہ اس سے کچھ نقدر قم لے جسے ھامش الجدیۃ کہتے ہیں یہ رقم صارف بینک کے طلب کرنے پر اس لئے دیتا ہے تاکہ بینک کو صارف کی مالی استطاعت کا اطمینان ہو اور اس بات کا بھی اطمینان ہو کہ اگر صارف اپنے وعدہ سے پھر گیااور اس سے بینک کو نقصان ہوا تو وہ اس رقم سے اپنے نقصان کا معاوضہ وصول کر سکے گا بینک کو معاوضہ مانگنے کی ضرورت نہ ہو گی بلکہ وہ معاوضہ اسی ہی ھامش الجدیۃ سے کاٹ لے گا ھامش الجدیۃ عربون کے حکم میں نہیں ہے لہذا ھامش الجدیۃ یاتو بینک کے پاس حفاظت کے لئے امانت کے طور پر رہے اور بینک کے لئے اسے استعمال کرنا جائزنہ ہو یا پھر صارف کی اجازت سے اسے بینک اور صارف کے درمیان مضاربت کی بنیاد پر سرمایہ کاری اکاؤنٹ میں رکھا جائے۔

تاخیر کی صورت میں التزام بالتصدق:

مرابحہ للامر بالشراء کے اندر جب قیمت ایک بار طے ہو جائے اس کے اندر کوئی کمی پیشی نہیں ہو سکتی لہذا اگر کوئی

CC BY

وقت پر ادائیگی نہ کرے تو بنک صارف سے کہے جو رقم تمھارے ذمہ واجب ہے اگر ہمارے استثمار (Investment account) میں ہوتی تو جتنے دن تم نے دیر کی اتنے دن میں اس رقم پر جتنا منافع ہوگا اتنا نفع تم ہم کو مزید دو چونکہ تم نے دیر کی ہمارا اتنا نقصان ہو گیا۔

احناف کے دلائل:

امام لابن امیر حاج لکھتے ہیں:

وہ منافع مغصوبہ ہوتا ہے جو معد للاستغال (یعنی نفع حاصل کرنے کے لئے) ہوں یعنی کوئی اگر کسی کی ایک ایسی چیز غصب کرلے جو اس نے سرمایہ کاری اور نفع حاصل کرنے کے لئے رکھی ہے مثلاً وہ مکان جو کرائے پر چڑھانے کے لئے رکھا ہو تو جتنے عرصے تک عہ غاصب اس مکان سے فائدہ اٹھائے گا تو اس کرائے کا ضامن ہو گا۔ (30)

مالکیہ کے دلائل:

علامہ حطاب مالکی لکھتے ہیں:

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اگر میں وقت پر ادا نہ کرسکا تو اتنی رقم دوں گا یہ سود ہے اور حرام ہے لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اگر میں وقت پر ادا نہ کرسکا تو میں اپنے ذمہ التزام کرتا ہوں کہ میں اتنی رقم صدقہ کروں گا تو یہ جائز ہے اور وہ التزام اس کے ذمہ میں دیانتا تو باتفاق واجب

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
May 9, 2025

ہے اور قضاء بھی۔[31]

خلاصہ کلام:

ایک متعین نفع پر کسی چیز کو فروخت کرنے کو مرابحہ کہتے ہیں۔یعنی بائع ثمن پر اور مشتری مبیع پر قبضہ کرتا ہے اور دونوں کی ملکیت ثابت ہو جاتی ہے مرابحہ کو عمومی طور پر دو قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے عام مرابحہ اور بنکاری مرابحہ مرابحہ کے ارکان میں احناف اور مالکیہ کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے احناف کے نزدیک ایک ہی رکن ہے اس کے بر عکس مالکیہ کے نزدیک مرابحہ کے تین ارکان ہیں مرابحہ کی مشروعیت ادلہ شریعہ سے ثابت ہے۔ مرابحہ بیوع کی طرح ایک بیع ہے جو چیز عام بیع میں حلال ہوتی ہے وہ مرابحہ میں بھی حلال ہو گی اور جو عام بیوع میں حرام ہوتی ہے وہ مرابحہ میں بھی حرام ہو گی ان عام شرائط کے ساتھ کچھ شرائط ایسی ہے جو بیع مرابحہ کے ساتھ خاص ہیں جن میں احناف اور مالکیہ کے مابین اتفاق پایا جاتا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں اہلیت کا ہونا، محل عقد اور دیگر شرائط رائس المال کا معلوم ہونا۔ نفع کا معلوم ہونا۔عقد اول کا صحیح ہونا۔مدت کا بیان کرنا۔اموال ربویہ میں مرابحہ جائز نہیں۔۔ان میں ایک مسئلہ رائس المال اور اس کے ملحقات کا حکم ہے اور دوسرا مسئلہ مبیع میں کسی عیب کا ظاہر ہونا میں احناف کے نزدیک اس چیز کے عیب کو بیان کرنا اور نہ کرنا دونوں برابر ہے احناف میں سے امام زفر اور مالکیہ کے نزدیک عیب دار چیز کے عیب کو بیان کئے بنا مرابحہ جائز نہ ہو گا عصر حاضر میں مالکیہ اور امام زفر کے قول کو ترجیح دی جاتی ہے،راس المال کا ذوات الامثال (یعنی مکیلی،موزونی یا عددی متقارب) میں سے ہونے میں احناف اور مالکیہ کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے احناف کے نزدیک احناف کے نزدیک بیع مرابحہ میں رائس المال کا ذوات

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
May 9, 2025

الامثال میں سے ہونا ضروری ہے جبکہ مالکیہ کے نزدیک ضروری نہیں ہے عصر حاضر میں احناف کے قول کو ترجیح دی جاتی ہے۔ عصر حاضر میں مرابحہ کی جدید صورت مرابحہ للامر بالشراء اور مرابحہ صکوک سے استفادہ کیا جاتا ہے۔

References

1. شبیر، محمد عثمان المعاملات المالیہ المعاصرۃ فی الفقہ السلامی دار النفائس للنشر والتوازیغ الاردن ج2ص309
2. الدکتور، بلاعدۃ العمری، التطبیقات المعاصرۃ لعقد المرابحۃ، بیع المرابحۃ آلمر بالشراء أنموذجھا، ص49
3. المصري، رفیق یونس، بیع المرابحہ للامر بالشراء فی مصارف الاسلامیہ ج ص137)
4. المصری، رفیق یونس، مرابحہ للامر بالشراء فی المصارف السلامیہ ج2ص137
5. العمرانی، العقود المالیہ المرکبۃ ص258
6. ایضا
7. ابن فارس، ابوالحسن احمد بن فارس بن زکریا1979، معجم مقاییس اللغۃ، دار الفکر بیروت لبنان ج6ص125
8. (الرازي، أبي بكر أحمد بن علي الرازي الجصاص، (2004) احکام القرآن للجصاص دار التراث العربی، قاہرہ، مصر ج4ص370)
9. الترمذي، محمد بن عیسی بن سَوْرۃ بن موسی بن الضحاک، (1998) سنن الترمذي، دار الغرب الِاسلامی۔ بیروت لبنان، ج3ص113 حدیث نمبر1995
10. الشیباني، أحمد بن محمد بن حنبل بن ھلال بن أسد (2003) مسند الِامام أحمد بن حنبل مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت لبنان، ج6ص 321 حدیث12383
11. الظاھري، علي بن أحمد بن سعید بن حزم، (2003) المحلی بالآثار: دار الفکر، بیروت، لبنان ج8ص29
12. العربي، القاضي محمد بن عبداللہ أبو بکر بن العربي المعافري الاشبیلي المالکي (1998) عارضۃ الاحوذی، دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان، ج10ص100
13. القرافی، شھاب الدین، (2009) الفروق للقرافی، دار المعرفہ، بیروت، لبنان ج2ص25
14. ابن عابدین، محمد أمین بن عمر بن عبدالعزیز عابدین (1992) رد المحتار علی الدر المختار: دار الفکر- بیروت ج4ص135
15. الرعینی، شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن محمد بن عبدالرحمن، (1992) مواھب الجلیل في شرح مختصر خلیل دار الفکر بیروت لبنان، ج4ص374

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
May 9, 2025

16. الأتاسي، محمد خالد (1992) شرح المجلة للاتاسی، دار الثقافة للنشر والتوزیع، عمان، اردن ج2 ص415
17. ابن نجیم، زین الدین بن إبراهیم بن محمد، (1999) لاشباہ والنظائر دار الکتب العلمیۃ، بیروت ص247
18. مجلۃ مجمع الفقہ الاسلامی ج5 ص715
19. زحیلی، ڈاکٹر وہبہ زحیلی، 2000، الفقہ الاسلامی وادلتہ، المکتبۃ العلمیۃ، بیروت، لبنان ج5، ص364
20. ابن حزم، امام ابو محمد علی بن احمد بن سعید الظاہری 2004، المحلی بالآثار، دار الفکر، بیروت، ج6، ص278
21. ابن رشد، ابوالولید محمد بن احمد بن رشد القرطبیّ، 1988ء، البیان والتحصیل والشرح والتوجیہ والتعلیل لمسائل المستخرجۃ، دار لغرب الاسلامی، بیروت، ج8، ص18
22. Accounting and Auditing Organization for Islamic Financial Institutions(aaoifi) 1437.H Manama,Bahrain,Standard No:8 p 1190
23. مالک بن أنس بن مالک بن عامر (2004) الموطأ: مؤسسة زاید بن سلطان للأعمال الخیریة والإنسانیة أبو ظبی ج4 ص136
24. ابن رشد، أبوالولید محمد بن أحمد بن محمد بن أحمد بن رشد (2004) بدایۃ المجتھد ونھایۃ المقتصد دار الحدیث - القاھرۃ ج2 ص56
25. السرخسي، محمد بن أحمد بن أبي سھل (1993) المبسوط دار المعرفة - بیروت: ج30 ص237
26. الموسوعۃ الفقھیہ الکویتیہ ج9 ص93
27. سنن ابن ماجہ کتاب التجارات، بیع العربان رقم الحدیث 2184
28. صحیح البخاری، کتاب الخصومات، باب الربط والحبس فی الحرم
29. المعاییر الشرعیہ 2/5/3
30. ابن حاج امیر، التقریر والتحبیر، المطبعۃ الکبریٰ مصر، ج2 ص130
31. حطاب، تحریر الکلام فی مسائل التزام، ص176

OPEN ACCESS

CC BY